حج بیت اللہ روحانی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ

ریحان اختر، ریسرچ اسکالر
شعبۂ دینیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

اسلام میں عبادتیں دوطرح کی ہوتی ہیں ایک عبادت جس کا تعلق انسان کے جسم سے ہوتا ہے مثلاً نماز، روزہ وغیرہ اور عبادت کی دوسری قسم کا تعلق انسان کے مال سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صاحبان ثروت کی ذاتی کمائی میں معذور اور مجبور بندگان خدا کا بھی حصہ ہوتا ہے جو زکوٰۃ وصدقات کی شکل میں حقداروں کا پہنچایا جاتا ہے۔ان دوعبادتوں کے مجموعے کو حج کہاجاتا ہے جس میں جسمانی عبادت کے ساتھ مالی عبادت بھی انجام پائی جاتی ہے۔شاید اسی حقیقت کونگاہ میں رکھتے ہوئے خداوند عالم نے صرف صاحب استطاعت مسلمانوں پر ہی اس عبادت کوفرض قرار دیا ہے۔جس کی انجام دہی کے لئے جسمانی مشقت ، مالی اخراجات کے ساتھ اپنے اہل وعیال اور وطن عزیز کی جدائی کا غم بھی اٹھانا پڑتا ہے۔

جس طرح نماز ، روزہ اور زکوٰۃ پر تمام عبادتیں سابقہ شریعتوں میں فرض تھیں، اسی طرح حج بھی۔کسی مقدس ومحترم مقام کی زیارت کے لئے جانا بھی کسی نہ کسی صورت تمام شریعتوں میں تھا۔مگر حقیقتاً فریضۂ حج ملت ابراہیمی کی یادگار ہے جو تاقیامت زندہ وتابندہ رہے گی۔قرآن پاک میں متعدد آیات میں حج بیت اللہ کی زیارت کا ذکر آیا ہے۔ اور آیات میں حج کے تمام ضروری احکام وہدایات واضح کردی گئی ہیں۔فریضۂ حج صرف صاحب استطاعت لوگوں پر ہے۔ اس کو صاحب استطاعت افراد پر فرض قرار دیتے ہوئے اللہ پاک کا ارشاد ہے:

وللّٰہ علی النّاس حجّ البیت من استطاع الیہ سبیلا۔ (آل عمران آیت ۹۷)

ترجمہ: لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتاہو وہ اس کا حج کرے۔

حج تو درحقیقت خدا کی اس مقدس سرزمین پر حاضری کانام ہے جہاں نبیوں، رسولوں اور برگزیدہ بندوں نے اپنی حاضری کے ذریعہ اطاعت وبندگی معبود کافریضہ انجام دیا ہے۔اوراپنی بندگی

وطاعت کا عہدو پیمان کیا ہے۔ درحقیقت اس فریضہ کی ادائیگی کے ذریعہ خدا کی بارگاہ میں اپنی غلطیوں وسیہ کاریوں سے توبہ کرنا اور اپنے انتہائی محسن ومنعم مولیٰ ومالک کو منانا ہے تاکہ وہ ہم پر نظر رحمت کردے اور ہمارے ساتھ عفوو درگذر کیونکہ وہ رحم وکرم لطف وہ عنایات کا بحر بیکراں ہے۔

حج انسان کو کس طرح سے اللہ رب العزت کی نگاہ میں معزز وموقر ومحترم بنادیتا ہے اور حج کی ادائیگی کے بعد اس کی زندگی میں کیسی زبردست تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے اور کس طرح سے اس کی تربیت ہوجاتی ہے،ہمیں پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ

عن ابی مسعود قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تابعوا بین الحج والعمرة فانھما ینفیان الفقرو الذنوب کما ینفی الکسیر خبث الحدید والذھب والفضة (مشکوٰة، المصابیح کتاب المناسک ،صفحہ ۲۲۰)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے ادا کرو، اس لئے کہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو اس طرح دور کردیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے میل کو دور کردیتی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

عن ام سلمة قالت سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول عن اھل بجحة اوعمرة من المسجد الاقصیٰ الی المسجد الحرام غفرلة ماتقدم عن ذنبہ وماتأ خرا ووجبت لة الخیة ـ(مشکوة المصابیح ،کتاب المناسک، صفحہ ۲۲۲")

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جوشخص احرام باندھے حج اور عمرہ کا مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک اس کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں اور جنت اس کے لئے واجب ہوجاتی ہے۔

ایک تیسری روایت میں منقول ہے:

عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال الحاج والعمار وفد اللّٰہ ان دعوة اجابھم وان مستغفروہ عفی لھم۔ (مشکوٰة المصابیح ، کتاب ـ المناسک، ص ۲۲۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حجاج اور عمرہ بجانے والے خدا کے مہمان ہیں۔ اگر دعا مانگتے ہیں، تو اسے قبول کرتا ہے اگر مغفرت چاہتے ہیں، تو بخش دیتا ہے۔

حج بیت اللہ تو مومنین کے لئے توبہ وانابت ، روحانی تربیت ، اور رجوع الی اللہ کا بہترین ذریعہ ہے اور بندگی وطاقت اور خود سپردگی کا مظہر ہے۔ ایک مومن کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ عشق خداوندی اور محبت الٰہی سے اپنے قلوب واذہان کو مسحور رکھے۔ حاجی جب احرام باندھتے وقت تلبیہ لبیک اللّٰھم لبیک کا ورد کرتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بارگاہ الٰہی سے بندہ کو اطاعت وفرمانبرداری کے لئے بلایا جارہا ہے۔ اس پکار سے آدمی کے اندر عبدیت وبندگی کا احساس تازہ ہوتا ہے اور خواہش نفس پر قابو جو پانے کا جذبہ نشو ونما پاتا ہے۔ اس عمل سے ہر ہر قدم پر تواضع وانکساری، روحانی کیف وسرور، خوف وخشیت ، اخلاص وللّٰہیت پیدا ہوجاتی ہے ۔صبر وتحمل اور بردباری کی عادت پڑجاتی ہے ۔ وہ مومن فریضۂ حج کی ادائیگی سے ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے کہ حدیث نبویؐ التائب عف الذنب عف ذنب له کا حقیقی مصداق بن جاتا ہے۔

اس فریضہ کے بحسن وخوبی ادائیگی کے بعد آدمی کی پوری ذات اطاعت وبندگی ، خوف وخشیت ربانی اور فنافی اللہ کا ترجمان بن جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ ہر برے عمل سے اجتناب کرنے لگتا ہے۔ اس کے اندر اعمال صالحہ کی طرف سبقت کا ذوق وشوق بڑی تیزی سے بڑھ جاتا ہے۔اس کی زندگی میں انقلاب آجاتا ہے۔ اب اس کی زندگی میں ایک نئی روح ، ایک نئی حیات اور اس کا ایک نیا دور شروع ہوجاتا ہے۔جس میں دین ودنیا کی بھلائیاں جمع اور دونوں کی کامیابیاں شامل ہوتی ہیں۔

فی الحقیقت حج بیت اللہ وہ عظیم الشان فریضہ ہے جس میں ایک حاجی کو وقت کی قربانی دینا پڑتی ہے ، مال خرچ کرنا ہوتا ہے اور جسمانی مشقتیں جھیلنا پڑتی ہیں۔ مزید برآں اعزہ واقرباء اور احباب ورفقاء سے دور ہوکر اور ان کی یادوں کو بالائے طاق رکھ کر اللہ رب العزت اور اس کے حبیب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یادوں کے ورد کو اس تربیتی کورس میں اپنی زندگی کا شیوہ بناتا ہے۔ اس طرح اس کے اندر اخلاص وللّٰہیت واخوت ومحبت ،ایثار وقربانی اور دوسرے ان تمام اوصاف حسنہ کو نشو نما دینے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے جس کے دور بیں اثرات ونتائج اس کی عملی زندگی میں سامنے آتے ہیں اور پھر بلاشبہ اس کی زندگی قوم وملت بلکہ پوری دنیا کے لئے موجب سعادت ورحمت ثابت ہوتی ہے۔